(28)

ایک زندہ قوم کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت اپنے اعمال کی نگرانی کرتی رہے

(فرمودہ 2 ستمبر 1949ء بمقام کوئٹہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''آج میں جماعت کو نہایت اختصار کے ساتھ اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ انہیں افراد کی اخلاقی نگرانی کی طرف توجہ رکھنی چاہیے۔ تعلیم و تربیت کا محکمہ اول تو ہر جماعت میں ہوتا نہیں اور اگر ہوتا ہے تو اس کے معنے صرف یہ سمجھ لیے جاتے ہیں کہ سال گزارنے پر رپورٹ کر دی جائے کہ حضور ہماری جماعت میں بہت سی کمزوریاں ہیں۔ دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ ان کی اصلاح کر دے۔ حالانکہ تعلیم و تربیت کے تو یہ معنے ہوتے ہیں کہ دیکھا جائے جماعت میں کون کون سے عیوب پائے جاتے ہیں اور پھر ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ مختلف جماعتوں میں مختلف کمزوریاں ہوں گی۔ کسی جماعت کے افراد میں ہمدردی کم ہو گی، کسی میں مالی قربانیوں کے لحاظ سے کمزوری ہو گی، کسی جگہ نمازوں میں سُستی ہو گی۔ پھر کئی گناہ ایسے ہوتے ہیں جو بعض حالات میں زیادہ ہو جاتے ہیں۔ مثلاً

پارٹیشن کے بعد وقتی لُوٹ مچائی گئی کہ اس کی اہمیت دلوں میں کم ہوگئی۔

سیکرٹریان تعلیم وتربیت کو چاہیے کہ وہ ایک دوسرے سے مشورہ کر کے اس قسم کے تمام عیوب کو دُور کرنے کی کوشش کریں جو جماعت میں پائے جاتے ہیں۔ خصوصاً نوجوانوں اور بچوں کی اصلاح کی طرف انہیں توجہ کرنی چاہیے۔ اور ماں باپ کو اس بات کا ذمہ دار ٹھہرانا چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو نمازیں پڑھائیں، چھوٹے چھوٹے مسائل سکھائیں۔ مثلاً ہاتھ دھو کر کھانا، کھانا چاہیے، **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** اور **سُبْحَانَ اللّٰہ** کے فقرات کہتے رہنا چاہیے، تسبیح اور استغفار کی عادت ڈالنی چاہیے۔ اگر ایسا ہو جائے تو بڑی عمر میں ایمان اتنا مضبوط ہو جائے گا کہ اگر انہیں کوئی ٹھوکر بھی لگے گی تو وہ ٹھوکر ان کو بے ایمان نہیں کرے گی۔ یہ چیز ایسی ہے جس کا استدراج کے ساتھ تعلق ہے انقلاب کے ساتھ نہیں۔ انقلابی حالات شاذ و نادر آتے ہیں باقی اوقات میں ہمیشہ بتدریج ترقی ہوتی ہے۔ انقلابی تغیر کے تو یہ معنے ہوتے ہیں کہ سب کمزوریاں یکدم دور ہو جائیں لیکن استدراج یہ ہے کہ کبھی ایک کمزوری دور ہوگئی تو کبھی دوسری اور یہ چیز جدوجہد اور محنت اور قربانی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔

پس میں جماعت کے تمام دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس طریق کو اختیار کریں اور روحانیت میں ترقی کرنے کی کوشش کریں۔ جب تمہاری حالت انقلاب کے ساتھ وابستہ نہیں تو پھر انقلاب کے انتظار کے کیا معنے؟ اگر تمہارے لیے انقلاب مقدر ہوتا تو ایمان لانے کے فوراً بعد تمہاری حالت درست ہو جاتی۔ لیکن ہوا یہ کہ ایمان لانے کے ساتھ تم نے بعض کمزوریوں پر غلبہ حاصل کر لیا اور اب دوسری کمزوریوں کو تمہیں محنت اور قربانی کے ساتھ دور کرنا پڑے گا۔ ہر سیکرٹری کو چاہیے کہ وہ جماعت کو بیدار کرے اور جماعت کا فرض ہے کہ وہ سیکرٹری کو بیدار کرے۔ اور ایک معیّن پروگرام بنایا جائے کہ فلاں فلاں کمزوریوں کی اصلاح کرنی ہے۔ اور رجسٹر بنائے جائیں جن میں اس بات کا ریکارڈ رکھا جائے کہ فلاں فلاں کمزوریوں کی اصلاح کر لی گئی ہے اور فلاں فلاں کمزوریوں کی اصلاح باقی ہے۔ اسی طرح جماعت کے افراد کو نوافل اور تہجد پڑھنے کی عادت ڈالی جائے۔ جماعت کے افراد سے ہمیشہ پوچھتے رہنا چاہیے کہ کتنے افراد ہیں جو تہجد پڑھتے ہیں۔ ورنہ ہوسکتا ہے کہ سُستی بڑھتے بڑھتے ایک وقت ایسا آجائے کہ فرائض اور سنن بھی ترک ہو جائیں۔

حضرت خلیفہ اول فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی ایک

بہن تھیں۔ وہ ان سے ملنے گئے تو اس نے کہا بھائی! مجھے تو ذکرِ الٰہی میں بڑا لطف آتا ہے اس لیے میں نے نوافل کم کر دیئے ہیں۔انہوں نے کہا یہ بات ٹھیک نہیں۔نوافل بھی ذکرِ الٰہی ہیں لیکن ان کی ایک معیّن صورت ہے اوران کا ترک کرنا میں پسند نہیں کرتا۔ایسا نہ ہو کہ کوئی خرابی پیدا ہو جائے۔ دوسرے جمعہ وہ پھر بہن کو ملنے گئے تو اس نے کہا بھائی! میں نے نوافل چھوڑ دیئے ہیں اور وہ وقت بھی ذکرِ الٰہی میں ہی صَرف کرنا شروع کر دیا ہے کیونکہ جو لطف ذکرِ الٰہی میں ہے وہ نوافل میں نہیں۔ بھائی نے کہا اب کے نوافل ترک کر دیئے ہیں تو دوسرے وقت سنتوں پر بھی ہاتھ صاف ہوگا۔اس نے کہا نہیں نہیں ایسا نہیں ہوگا۔تیسرے جمعہ پھر گئے تو بہن نے کہا جو بات آپ نے کہی تھی وہ ٹھیک نکلی۔ مجھے اب سنتوں میں بھی وہ لطف نہیں آتا جو ذکرِ الٰہی میں آتا ہے۔ بھائی نے کہا دیکھنا اب فرضوں پر بھی ہاتھ صاف ہوگا۔ چنانچہ اگلے جمعہ جب ملنے گئے تو اس نے کہا میرا دل اب فرضوں میں بھی نہیں لگتا۔معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی شیطانی حملہ ہے۔انہوں نے قرآن کریم کی ایک آیت اسے بتائی اور کہا کہ اس آیت کو مدنظر رکھ کر خداتعالیٰ سے دعا مانگو۔اس نے دعا مانگی تو خداتعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ وہ حالت دور ہوگئی۔ دوسرے جمعہ جب بھائی ملنے گئے تو بہن نے کہا میں نے کشف میں دیکھا ہے کہ میں نماز پڑھ رہی ہوں۔ جب میں نے سلام پھیرا تو پاس ہی ایک بندر نظر آیا۔اس بندر نے کہا میں نے تو تجھے نماز چُھڑوا کے رہنا تھا مگر تمہارا بھائی بہت چالاک نکلا اوراس نے میرا داؤ چلنے نہ دیا۔ بھائی نے کہا وہ بندر شیطان تھا جو تمہیں ورغلا رہا تھا۔

غرض جو شخص اپنے اعمال کی نگرانی نہیں کرتا اُس کی یہی حالت ہوتی ہے۔ وہ گرتے ہوئے کہیں کا کہیں جا پہنچتا ہے لیکن زندہ قوم کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ اس کے اعمال کی نگرانی کی جائے۔ مثلاً اگر حرام خوری کی مرض کسی جماعت میں پائی جاتی ہے اوراس کی اصلاح کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی تو اِس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کچھ مدت کے بعد دیانت اُٹھ جائے گی۔ یا اگر کسی جماعت میں ظلم زیادہ ہوتا ہو تو دیکھنے والے کہیں گے کہ ظلم میں کیا رکھا ہے۔اگر یہ چیز بُری ہوتی تو فلاں عہدیدار ایسا کیوں کرتا۔ غرض آہستہ آہستہ ایسے وساوس پیدا ہو جائیں گے جو جماعت کی دینی حالت کو گرا دیں گے اور پھر اس کی اصلاح کے لیے لمبی اور متواتر جدوجہد کی ضرورت ہوگی۔ وقت زیادہ گزر رہا ہے۔ہمیں اس بات کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔لوگ زمانہ نبوی سے جتنا دُور ہوتے جا رہے ہیں انوارِ الٰہی کی بارشوں میں اتنا

ہی وقفہ پڑ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں ایک چوکس اور بیدار انسان کی طرح اپنے فرائض کو سمجھو اور اپنی اصلاح کو باقی تمام کاموں پر مقدم قرار دو کہ اس میں تمہاری نجات ہے"۔ (الفضل 11 مئی 1960ء)